''ایوان نعت'' اڑیسہ، شمارہ:۴، میں چھپے ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی کے ایک خط کا تنقیدی مطالعہ

وہ جونہ تھےتو کچھ نہ تھا

مقالہ نگار:

توفیق احسن برکاتی

ناشر:

ادارہ معارف اسلامی، ممبئی

موضوع : وہ جونہ تھےتو کچھ نہ تھا

مقالہ نگار : توفیق احسن برکاتی (ممبئی)

حروف ساز: مولانا محمد ارشاد نجمی (ممبئی)

صفحات : اڑتالیس (۴۸)

اشاعت : مئی، ۲۰۱۴ء

ناشر : ادارہ معارف اسلامی، ممبئی

قیمت :

ملنے کا پتہ:

IDARA MAARIFE ISLAMI

Add:Fine Mention 1st floor, 132 kambekar street,

Mumbai - 400 003

سید محمد اشرف مارہروی

کے

نام

ابتدائیہ

سہ ماہی ''ادبی محاذ'' (اڑیسہ) کے مدیر کرم فرما سعید رحمانی نے اپنے ادبی ذوق کی تسکین اور تقدیسی شاعری کے فروغ کے جذبۂ صادق کے پیش نظر سہ ماہی ''ادبی محاذ'' اور کتابی سلسلہ ''ایک شاعر ایک غزل'' کے ساتھ ۲۰۱۰ء میں خالص حمد و مناجات اور نعت و سلام پر مشتمل کتابی سلسلہ ''ایوان نعت'' شروع کیا اور پوری دل جمعی اور خلوص کے ساتھ اس تذکرے کو اپنی علمی و قلمی توانائیوں کے زیر اثر مرتب کرنے لگے۔ اس کتابی سلسلے کی پہلی جلد ۱۲۰ر صفحات پر مشتمل فروری ۲۰۱۰ء میں منظر عام پر آئی جس میں ۸۷ شعرائے نعت کی شمولیت تھی۔ جون ۲۰۱۱ء میں ایوان نعت کا حمد و مناجات نمبر شائع ہوا، جس میں ۱۰۸ر شعرا کے حمدیہ کلام اور تذکرے کو جگہ دی گئی تھی۔ اس جلد میں راقم بھی ایک طویل حمدیہ نظم اور مختصر تذکرے کے ساتھ شامل ہے۔ کل صفحات ۱۲۸ر تھے اور پھر تیسری جلد جولائی ۲۰۱۲ء میں چھپی۔ راقم اس کی زیارت اب تک نہیں کر سکا ہے۔ اب اس کتابی سلسلے کی چوتھی جلد دسمبر ۲۰۱۳ء میں حمد، نعت، منقبت اور سلام پر مشتمل شائع ہوئی ہے، جن میں کل سو شعرا کے تذکرے ہیں اور ان کا نمونۂ کلام درج کیا گیا ہے۔ صفحات اتنے ہی ہیں اور اس وقت یہی چوتھی جلد راقم کے پیش نگاہ ہے۔ سعید رحمانی نے یہ جلد بھی بڑی سلیقہ مندی اور ادبی ہنر کاری کے ساتھ مرتب کی ہے اور ہر شاعر کا ایک مختصر مگر جامع تذکرہ لکھا ہے اور اس کی شاعری کی خصوصیات پر اجمالاً روشنی ڈال کر اپنی بات کو مکمل کیا ہے، اخیر کے چند صفحات میں کچھ مکتوبات کو جگہ دی گئی ہے جن میں سابقہ شمارے پر ادیبوں کی آرا اور تاثرات درج ہیں جن میں پہلا مکتوب ہی انتہائی غور طلب

ہے جس پر ہم نے ماہ نامہ سنی دعوت اسلامی، ممبئی: مارچ ۲۰۱۴ء کے اداریے میں کچھ جملے لکھے تھے اوراس مکتوب کے چند جملوں کا تنقیدی مطالعہ پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا، وہ جملے یہاں بھی درج کیے جاتے ہیں، مکتوب نگار ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی (علی گڑھ) لکھتے ہیں:

’’ص: ۷۹ پر ایک شعر یوں چھپا ہے:

سند بن جائے اک اک حرف میری نعت کا مولیٰ
امام احمد رضا جیسی میں نعت مصطفیٰ لکھوں

امام احمد رضا کی نعتوں کی کتاب (حدائق بخشش) میں خود پچاسوں شعروں کا مضمون شرک آمیز ہے۔ اب خدا بہتر جانے آپ کے یہ شاعر صاحب کیا دعا مانگ رہے ہیں۔ ٹائٹل کے آخری صفحے پر:

وہی باعث کن فکاں بالیقیں ہیں
یہ دنیا انہیں کے لیے ہی بنی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باعث تخلیق کائنات یا وجہ خلق جہاں قرار دینا بالکل مہمل بات ہے۔ اس کا قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ **’’لولاک لما خلقت الافلاک‘‘** ایک قطعاً من گھڑت مقولہ ہے۔‘‘

(کتابی سلسلہ ایوانِ نعت ۴، اڑیسہ، دسمبر ۲۰۱۴ء ص: ۱۲۴)

قارئین! شعر اول پر ڈاکٹر موصوف کے درج ذیل کمینٹ پر ہم بہ طور چیلنج ان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اولاً وہ مستند حوالوں کی روشنی میں شرک کی ایک جامع ومانع تعریف کردیں اور امام احمد رضا کے ان اشعار کی نشان دہی کردیں جن سے انہوں نے شرک کی بُو محسوس کی ہے پھر ہم اصل حقیقت سے پردہ اٹھائیں گے اور شعر ثانی کے مضمون جملہ پر انہوں نے اعتراض کیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجہِ تخلیق کائنات ہونے کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

بادی النظر میں اس جملے کا قاری یہ سمجھ بیٹھے گا کہ ڈاکٹر موصوف نے قرآنی آیات، مستند ومتند

اول تفاسیر اور ذخیرۂ احادیث میں اس مسئلے کو کافی ڈھونڈا ہے اور کامل تلاش وتحقیق کے بعد اسے مہمل قرار دیا ہے لیکن موصوف یقیناً جانتے ہیں کہ ہر قاری کی نگاہ صرف جملوں کے ظاہری خول پر نہیں ہوتی، وہ جملوں کے بین السطور سے جھانکتے اشارات بھی پڑھ لیتا ہے۔ زیر نظر مقالہ ماہ نامہ سنی دعوت اسلامی، ممبئی (شمارہ اپریل ۲۰۱۴ء، مئی ۲۰۱۴ء) میں لکھے گئے راقم کے دو طویل اداریوں پر مشتمل ہے، جس میں ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی کے خط کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے اور اس اہم اور مہتم بالشان حقیقت کو قرآنی آیات اور تفسیری مطالعے کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش گئی ہے۔ اس کوشش میں ہم کتنا کامیاب ہیں، مقالے کو پورا پڑھ لینے کے بعد قارئین بہ خوبی اس کا اندازہ لگا سکیں گے۔ ہمارے شکریے کے مستحق بہ طور خاص سعید رحمانی ہیں، جنھوں نے اپنا کتابی سلسلہ ہمیں روانہ کیا اور ایک مختصر خط (مرقومہ: ۱۵/جنوری ۲۰۱۴ء) کے ذریعے اس موضوع پر لکھنے کی گزارش کی، ان کے جملے ہیں:

’’برادر محترم جناب توفیق احسن برکاتی صاحب! سلام مسنون

ایوانِ نعت کی چوتھی جلد ارسالِ خدمت ہے، ملنے پر رسید اور تاثرات سے نوازیں۔ تبصرے کی بھی گزارش ہے، تبصرے میں ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی کے خط کا جواب بھی دینے کی کوشش کریں جو مشاہیر ادب کی آرا تحت سب سے پہلے شامل ہے۔‘‘

موضوع کے تحت ضروری کتب کی فراہمی اور حوالہ جات کی تحقیق وتخریج میں جامعہ غوثیہ نجم العلوم، ممبئی کے فاضل مولانا محمد انظار نجمی اور درجۂ سادسہ کے تین طلبا حافظ محمد سفیان نوری، حافظ محمد مزمل حسین نوری اور حافظ محمد باقر رضا وغیرہم کے مخلصانہ تعاون پر راقم ان سب کا ممنون ہے۔ اہل علم سے بھرپور مطالعے اور لازمی اصلاح کی گزارش ہے۔ اللہ عزوجل اس ادنی سی علمی وقلمی کاوش کو قبولیت کا شرف اور طالبِ حق کو استفادے کا موقع عطا فرمائے۔ آمین

توفیق احسن برکاتی

۲۱/اپریل ۲۰۱۴ء بروز دوشنبہ

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ،اما بعد !

یہ بات دلائل وشواہد کی روشنی میں ثابت شدہ ہے کہ ہر نبی اور ہر رسول اللہ عزوجل کا انتخاب ہوتا ہے، اور یہ حقیقت بھی زمین وآسمان اور چاند وسورج کی موجودگی سے زیادہ یقینی اور سچ ہے کہ حضور سید کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قافلۂ نبوت ورسالت کے سالار اور جملہ انبیا ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے سردار ہیں، ان حقائق کا تعلق ایمان وعقیدے کی بنیادوں سے ہے جس سے کوئی بھی صاحب ایمان دست بردار نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے خلاف قول کرکے دعویٰ ایمان کیا جاسکتا ہے۔

اور یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ قرآن واحادیث میں بے شمار مقامات پر رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''نور'' ہونے کی شہادتیں موجود ہیں۔ غالباً ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی وغیرہ جیسے وسیع المطالعہ لوگوں نے ان آیات واحادیث کو اپنے مطالعے کا حصہ بنایا ہو، اس لیے سردست ہم اس پر بھی کوئی تفصیل پیش نہیں کر رہے ہیں۔ اب بطور تمہید ایک آخری بات اور پیش کردیں اور یہ آخری بات ہی ہمارے موضوع کا مرکزی نقطہ ہے اور وہ یہ کہ کائنات کی سب سے پہلی مخلوق ''حقیقت محمدیہ'' صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول المخلوقات بھی ہیں اور باعث تخلیق کائنات بھی۔ جس کے ثبوت میں قرآنی آیات بھی ہیں، تفسیری حوالے بھی، احادیث نبویہ بھی اور اقوال صحابہ بھی، تصریحات ائمہ بھی ہیں اور توضیحات فقہا بھی۔ ہم معروضی انداز میں ان دلائل کا تفصیلی تذکرہ کریں گے۔ اولاً قرآنی آیات اور مستند تفاسیر کی روشنی میں درج بالا موضوع کو سمجھنے کی

کوشش کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ عزوجل سنجیدہ فکر رکھنے والے قاری کو شرح صدر حاصل ہوجائے گا کہ واقعی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی وجہ تخلیق کائنات ہیں اور اس کلیے کو مہمل قرار دینا یا لغو ٹھہرانا سراسر زیادتی اور حقائق سے لاعلمی کی دلیل ہے۔ دلائل وشواہد کے مطالعے سے قبل خالی الذہن اور متوازن الفکر ہوکر حقائق کے اجالوں کی ایک بار ضرور سیر کرآئیں۔

(۱) اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (سورۂ انعام ۶۔ آیت:۱۶۳)

(۲) سورۂ انعام ہی میں ہے:

اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا۔ (سورۂ انعام،۶۔ آیت:۱۴)

(۳) تیسری آیت میں ہے:

وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ۔اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں۔ (سورۂ زمر،۳۹۔ آیت:۱۲)

ان آیات کے پیش نظر مشہور مفسر قرآن امام صاوی لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق بغیر کسی قید کے اول المسلمین ہیں۔ (تفسیر صاوی، جلد دوم، ص:۷)

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) اپنی مشہور زمانہ تفسیر ''الجامع لاحکام القرآن'' معروف بہ ''تفسیر قرطبی'' میں آیت مبارکہ ''وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ''. وَهِي: الرَّابِعَةُ -إِذْ لَيْسَ أَحَدُهُمْ بِأَوَّلِهِمْ إِلَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ترجمہ: اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں، یہ چوتھی جگہ ہے جہاں یہ ارشاد سامنے آیا ہے اس لیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ان میں کوئی اول ہے ہی نہیں۔ (تفسیر قرطبی، ص: ۱۵۵، ج: ۷)

اس کے بعد ذہن میں ابھرنے والے ایک خلجان کا ازالہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ پوچھا جائے کہ کیا حضرت ابراہیم اور دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مسلمان نہیں گزرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول المسلمین کیوں کر ہوئے؟

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اس سوال کا تین طرح سے جواب دیا جا سکتا ہے:

''پہلا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول الخلق ہیں (سب سے پہلی مخلوق) ہیں، معنوی طور پر اس مسئلے میں سب کا اجماع ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نحن الآخرون الأولون یوم القیامة ونحن اول من یدخل الجنة. اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نحن الآخرون من اهل الدنیا والاولون یوم القیامة المقضی لهم قبل الخلائق۔

دوسرا جواب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت ان انبیا ومرسلین سے اس لیے بھی ہے کہ آپ کو تخلیق میں ان پر تقدم حاصل ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْکَ وَ مِنْ نُّوْحٍ۔ (سورۂ احزاب ۳۳۔ آیت: ۷)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کنت اول الانبیاء فی الخلق واٰخرهم فی البعث اسی لیے اللہ عزوجل نے درج بالا آیت مبارکہ میں حضرت نوح وغیرہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

سے قبل آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت میں اول المسلمین ہیں، یہ قول ابن العربی کا ہے اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی کہنا ہے۔'' (تفسیر قرطبی، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ، قاہرہ، ص: ۱۵۵، ج: ۷)

علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۲۷ھ) اپنی کتاب ''تفسیر روح البیان'' میں لکھتے ہیں:

''وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ یعنی أول من استسلم عند الإیجاد لامر کن وعند قبول فیض المحبة لقوله یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ والاستسلام للمحبة فی قوله یحبونه دل علیه قوله علیه السلام (أول ما خلق الله نوری) کذا فی التأویلات النجمیة.''

ترجمہ: انا اول المسلمین کا مطلب یہ ہے کہ امر کن سے کائنات کی ایجاد اور (ارشاد ربانی یحبهم ویحبونه کی روشنی میں) فیضان محبت کی قبولیت کے وقت سب سے پہلے میں نے فرماں برداری کا عہد و پیمان دیا۔ جس کا ثبوت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: اول ماخلق الله نوری۔

(روح البیان، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ص: ۱۲۹/ج: ۳)

علامہ شہاب الدین محمود بن عبد اللہ حسینی آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) 'روح المعانی' میں لکھتے ہیں:

''وانا اول المسلمین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان (اول ما خلق الله نوری) کی جانب اشارہ ہے''۔ (روح المعانی، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص: ۷۱، ج: ۷)

(۴) اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً، اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ (سورۂ بقرہ ۲۔ آیت: ۳۰)

اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے حضرت انسان کی تخلیق اور عظیم احسان کا ذکر فرمایا ہے، یہ تذکرہ انتہائی مہتم بالشان انداز میں کیا گیا ہے اور لفظ ''رَبُّکَ'' میں رب کا مضاف الیہ 'ک' خبر کا مرجع حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس عظیم نکتہ آفرینی کو ایک سند کے ذریعہ سمجھا جا سکتا ہے۔

علامہ آلوسی اپنی مستند و معتبر تفسیر ''روح المعانی'' میں لکھتے ہیں:

''فھو صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علی الحقیقۃ الخلیفۃ الأعظم فی الخلیقۃ و الإمام المقدم فی الأرض و السماوات العلی، و لو لاہ ما خلق آدم بل و لا، و لا۔''

ترجمہ: درحقیقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی مخلوق میں خلیفۂ اعظم اور زمین وآسمان کے امام اعظم ہیں۔ اور اگر وہ نہ ہوتے تو آدم پیدا نہ کیے جاتے بلکہ کچھ بھی نہ ہوتا۔ (روح المعانی، ص:۲۲۰، ج:۱)

علامہ آلوسی کی اس تفسیری وضاحت سے ہمارا موقف پوری طرح واضح اور منکشف ہو جاتا ہے کہ سچائی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول المخلوقات اور افضل المخلوقات ہیں۔

(۵) ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَھُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ۔ وہ جو غلامی کریں گے اس رسول، بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی، جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔ (سورۂ اعراف ۷۔ آیت:۱۵۷)

مشہور مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی درج بالا آیت مبارکہ میں لفظ ''اَلۡاُمِّیۡ'' کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ''مقام امیت'' کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

'' و المقام الأمی الذی ھو مخصوص بہ صلی اللہ علیہ وسلم من بین الأنبیاء و الرسل علیھم السلام و معنی الأمی انہ أم الموجودات و اصل المکونات کما قال (أول ما خلق اللہ روحی)

و قال حکایۃ عن اللہ (لو لاک لما خلقت الکون) فلما کان ھو أول الموجودات و أصلھا سمی امیا کما سمیت مکۃ أم القری لانھا کانت مبدأ القری و أصلھا و کما سمی أم الکتاب اما لانہ مبدأ الکتب و أصلھا.

ترجمہ: مقام امی کا شرف وخاصہ انبیا ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ جملہ موجودات اور کائنات کی اصل ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا: اول ما خلق اللہ روحی (سب سے پہلے اللہ عزوجل نے میری روح کی تخلیق فرمائی) اور حدیث قدسی میں اللہ عزوجل نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا: لو لاک لما خلقت الکون (اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات نہ پیدا کرتا) چوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام موجودات کا مبدا اور اصل ہیں اس لیے آپ کا لقب امی ہوا جیسے مکہ مکرمہ کو ''ام القریٰ'' کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ تمام بلاد وقریٰ کا مبدا اور اصل ہے اور اسی طرح قرآن مجید کو ام الکتاب کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ بھی تمام کتب سماویہ کا مبدا اور اصل ہے۔ (روح البیان، ص:۲۵۵، ج:۳)

(۶) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (انبیاء ۲۱۔ آیت:۱۰۷)

تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

'' آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمیع مقیدات رحمت غیبیہ وشہادت علمیہ وعینیہ وجودیہ وشہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیرہ ذالک تمام جہانوں کے لیے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام

ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لیے رحمت ہو لازم
ہے کہ وہ تمام جہاں سے افضل ہو‘‘۔(روح البیان،ص:۲۸،ج:۵)
ایک دوسری آیت ’’اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ‘‘ کے تحت علامہ اسماعیل حقی تحریر کرتے ہیں:

’’وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ای من عالمی زمانہ
وماکان بعدہ وماکان قبلہ لان العلمین جمع محلی بالالف واللام
فیدل علی العموم والشمول‘‘

یعنی ’’وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ‘‘ کا معنی یہ ہے کہ آپ
سارے عالم کے لیے رحمت ہیں، موجودہ، گزشتہ اور آئندہ کل زمانے اس میں
شامل ہیں، اس لیے کہ لفظ ’’العلمین‘‘ معرف باللام کی جمع ہے جو عموم پر دلالت
کرتی ہے(روح البیان،ص:۵۰۶،ج:۱۰)

قارئین! اگر اس آیت مبارکہ میں لفظ ’’رحـــــمۃ‘‘ کے معنوی ابعاد پر غور کیا جائے تو بھی
حقیقت حال واضح ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ جب آپ اول وآخر سب کے لیے رحمت ہیں تو لازماً
آپ کا ان سب پر مقدم ہونا ضروری ہے۔

(۷) آیت کریمہ ہے:

وَ یَسْـــَٔلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ، اور تم سے
روح کو پوچھتے ہیں، تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔(سورہ
اسراء۱۷۔آیت:۸۵)

اس آیت مبارکہ کے تحت صاحب تفسیر روح البیان علامہ اسماعیل حقی نے بڑی تفصیل سے
گفتگو فرمائی ہے اور اخیر میں لکھا ہے:

’’والأرواح کلھا خلقت من روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وان روحھا اصل الارواح‘‘ ترجمہ: تمام ارواح حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی روح پاک سے پیدا کیے گئے ہیں، اس معنی پر آپ اصل الارواح

ہیں۔ (تفسیر روح البیان،ص:۱۹۹،ج:۵)
آیت مبارکہ ’’قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ‘‘ سے پیدا ہونے والے ایک شبہے کا ازالہ بھی
فرماتے ہیں، معترضین نے شبہہ وارد کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر روح کا علم ہوتا یا اللہ عزوجل
نے انہیں اس کا علم دیا ہوتا، تو قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ نہ کہلوایا جاتا؟ مفسر قرآن لکھتے ہیں:

’’وکیف یظن بہ علیہ السلام انہ لم یکن عارفا بالروح
والروح ھو نفسہ وقد قال من عرف نفسہ فقدعرف ربہ۔ اور حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیسے بدگمانی ہو سکتی ہے کہ کہا جائے کہ آپ کو روح کا علم نہ تھا
حالاں کہ وہ خود روح تھے اور قاعدہ ہے جو اپنے آپ کو جانتا ہے وہ خدائے تعالیٰ کو
جانتا ہے‘‘(روح البیان،ص:۱۹۹،ج:۵)

(۸) ارشاد ربانی ہے:

قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ۔ تم فرماؤ بفرضِ محال
رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔(زخرف،۴۳۔آیت:۸۱)

امام محمد ابن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے اپنی کتاب ’’جامع البیان فی تاویل القرآن‘‘
میں اس آیت کی تاویل میں مختلف اقوال ذکر کیے ہیں، ان میں ایک قول امام سدی کا بھی درج کیا ہے۔

قال السدی: ای لو کان لہ ولد کنت اول من عبدہ بان لہ ولداً
و لکن لا ولد لہ ۔ یعنی امام سدی نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر رحمٰن کا
کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے اسے بیٹے والا جان کر پوجتا لیکن اس کے لیے تو
کوئی بیٹا ہے ہی نہیں۔ (تفسیر طبری،ص:۶۵۰،ج:۲۱)

محمد ابن جریر طبری نے درج بالا تاویل کو ترجیح دی ہے اور اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں درست
وضاحت یوں لکھی ہے:

’’قل یا محمد لمشرکی قومک الزاعمین أن الملائکۃ
بنات اللہ :إن کان للرحمن ولد فأنا أول عابدیہ بذلک منکم،

ولـكنه لا ولد له، فأنا أعبده بأنه لا ولد له، ولا ينبغي أن يكون له.''

(تفسیر طبری، ص:۶۵۱، ج:۲۱)

اب حاصل معنی یہ نکلے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درج بالا آیت مبارکہ میں موجود شرط وجزا کے جملے کے ذریعہ مشرکین مکہ کے خلاف محکم دلیل دی ہے جو یہ کہتے تھے کہ ''فرشتے اللہ عزوجل کی بیٹیاں ہیں'' (معاذ اللہ) اور اس حجت تامہ کو قائم کرنے کے لیے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس علم پر اعتماد کا مظاہرہ فرمایا جو اللہ عزوجل کی جانب سے آپ کو عطا ہوا تھا کہ آپ ہی اولیت وجودی وظہوری کی وجہ سے اس کے مستحق ہیں اور اسی کی بنیاد پر آپ نے ان کا رد فرمایا۔ اس معنی کی سند امام جلیل ابن عربی طائی کا وہ قول ہے جو انہوں نے اپنی کتاب **''تذكرة الخواص فى عقيدة اهل الاختصاص''** میں ذکر فرمایا ہے:

''والى عبادتـه صـلـى الـلـه عليه وسلم الاولىٰ الاشارة بقوله تـعـالـىٰ: (قـل) يـعـنـى يـا مـحـمـد (ان كان للرحمن ولد فانا اول العٰبـديـن) رداً عـلـى من نسب الى الله ولداً يعنى: لو كان الله ولد كـمـا يـزعـمـه فانا كنت احق واولىٰ يعلم ذلک من غير لانى اول مخلوق (فانا اول العٰبدين).'' (ص:۲۱، جزء اول)

امام ابن عربی طائی کا یہ قول معاصر عربی محقق عیسیٰ بن عبد اللہ حمیری نے اپنے عربی رسالے **''نور البرايات وختم النهايات''** مطبوعہ دبئ ص:۹، ۱۰/ پر مخطوطے سے نقل کیا ہے۔

مشہور مفسر قرآن شیخ ورتجی نے اپنی تفسیر **''عرائس البيان''** میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے:

''قـال جعفر الصادق عليه السلام: اول ما خلق الله نور محمد صلى الله عليه وسلم قبل كل شئى واول من وحده الله عزوجل من خـلـقه ذرة محمد صلى الله عليه وسلم واول ماجرى به القلم لا اله الا الله محمد رسول الله''

ترجمہ: حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ اللہ عزوجل

نے ہر شئی کی تخلیق سے پہلے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا، اور مخلوقات میں سب سے پہلے آپ ہی نے اللہ عزوجل کی توحید بیان کی اور قلم نے سب سے پہلے **''لا الـه الا الـلـه مـحـمـد رسول الله''** تحریر کیا۔

(عرائس البیان، جلد اول، ص:۲۳۸)

علامہ اسماعیل حقی نے اپنی تفسیر میں اتنا اور اضافہ کیا ہے:

''فـانـا اول الـعابدين احق بتوحيد الله وذكر الله''، یعنی میں سب سے پہلا عبادت گزار ہوں اور توحید الٰہی اور ذکر الٰہی کا میں ہی زیادہ حق دار ہوں۔ (روح البیان، ص:۳۹۶، ج:۸)

وہابیہ کے امام اور صحاح ستہ کے مترجم وحید الزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں:

''بدأ الله سبحانه الخلق بالنور المحمدى ثم بالماء''۔ یعنی اللہ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا پھر پانی۔'' (ہدیۃ المہدی، مطبوعہ دہلی، ص:۶۵)

معراج کی رات جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس پہنچے تو حضرات انبیائے کرام نے آپ کا استقبال کیا اور ان الفاظ کے ذریعہ سلام عرض کیا:

السـلام عـلـيک يـا اول السلام عليک يا اٰخر۔ یعنی اے سب سے اول آپ پر سلام ہو اور اے سب سے آخری آپ پر سلام ہو۔ (تفسیر ابن کثیر، ص:۵، ج:۳، تفسیر در منثور، ص:۱۲۹/، ج:۴)

اسی روایت کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ''نشر الطیب'' ص:۶۹ پر اور مولوی ادریس کاندھلوی نے ''مسلک الختام'' ص:۹۷ پر درج کیا ہے۔

علمائے دیوبند کے مفتی اعظم محمد شفیع آف کراچی بھی لکھتے ہیں:

''**وانـا اول الـمسلمين**...... مخلوقات میں سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور مبارک پیدا کیا گیا اس کے بعد تمام آسمان وزمین اور مخلوقات وجود میں آئے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے: **اول مـا خـلـق**

اللہ نوری"۔(تفسیر معارف القرآن، مطبوعہ کراچی، ص:۵۱۰، ج:۳)

قارئین! ہم نے آٹھ قرآنی آیات اوران سے متعلق تفسیری حوالوں کی روشنی میں حقیقت محمدیہ کی اولیت کو اجالنے کی کوشش ہے، صفحات کی تنگی کے پیش نظر قسط اول میں اتنے ہی پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ مزید آیات وتفاسیر ان شاءاللہ اگلی قسط میں پیش کی جائیں گی۔ پھر ان کے بعد احادیث اور شروح احادیث واقوال ائمہ وعلما سے ہم اپنی بات کو موثق کریں گے۔

●●

(۲)

وعدے کے مطابق متذکرہ عنوان پر اداریے کی دوسری قسط لیے حاضر ہیں۔ امید ہے کہ قارئین حضورِ قلب کے ساتھ مطالعہ کریں گے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اوّلیت اوراصل الموجودات ہونے سے متعلق مجددِ اعظم امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ نے اپنے ایک شعر میں بے شمار آیات واحادیث اور حقائق ومعارف کا سمندر سمودیا ہے، فرماتے ہیں:

غایت وعلت سبب بہر جہاں تم ہو سب
تم سے بَنا تم بِنا تم پہ کروڑوں درود

اربابِ علم وتحقیق اور ناقدینِ فن کو اعتراف ہے کہ امام احمد رضا کی شاعری محض شاعری نہیں ہے بلکہ اس میں فکروفن اور علم وادب کی ایک دنیا آباد ہے۔ امام احمد رضا کے ایک ایک شعر کی تفہیم کے لیے جہاں علومِ شرعیہ میں کامل دستگاہ کی ضرورت ہے وہیں علوم عقلیہ قدیمہ وجدیدہ کی مہارت بھی لازمی ہے۔ مذکورہ شعر میں سنجیدہ تفکر اور ہمارے پیش کردہ دلائل وشواہد کی قراءت کے بعد یہ حقیقت دو دو چار کی طرح منکشف ہوجاتی ہے کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کائنات کی تخلیق کی غایت ہیں اور یہ پوری دنیا آپ ہی کے صدقے میں بنائی گئی ہے۔

(۹) آیتِ میثاق میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ

جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ.

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (آل عمران:۳، آیت۸۱)

اللہ عزوجل نے درج بالا آیتِ مبارکہ میں انبیا ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے لیے گئے اس عہد ومیثاق کا تذکرہ فرمایا ہے جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور ایمان ونصرت سے متعلق تھا۔ بے شمار مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں متعدد آثار واحادیث سے دلائل نقل کیے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت ہر زمانے کے لیے عام ہے کیوں کہ آپ نبوت ورسالت میں اولیت کے مقام پر فائز ہیں اور اللہ عزوجل کی عطا سے غائب وحاضر ہر ایک کے لیے حاکمیتِ حقیقی رکھتے ہیں۔

مشہور مفسر قرآن امام ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر "طبری" میں اس آیت کی تشریح سے متعلق حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول درج کیا ہے:

"قال (علیّ كرم الله وجهه الكريم): لم يبعث الله نبيا، آدم فمن بعده الا اخذ عليه العهد فی محمّد صلی الله عليه وسلم. لقد بعث وهو حی ليومنن به ولينصرنه وامره باخذ العهد علی قومه ۔" ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سیدِ انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیا نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں۔

(تفسیر طبری: ص۳۳۲، ج۳)

تفسیر درمنثور (ص ۶۴۸، ج ۳) اور البداية والنهاية (ص ۳۰۶، ج ۲) وغیرہا کتب میں بھی یہ وضاحتیں موجود ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری شرح البخاری" میں تحریر کیا ہے:

"العهد: لئن بعث محمد صلى الله عليه وسلم وهو حي ليومنن به ولينصرنه وامر ان ياخذ على امته الميثاق: ان بعث محمد صلى الله عليه وسلم وهم احياء ليومنن به ولينصرنه وليتبعنه۔" (فتح الباری: ص ۴۳۴، ج ۶)

امام ابن کثیر نے اس تفسیر کو سیدنا علی ابن ابی طالب اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منسوب کیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ: ص ۳۲۲، ج ۳)

شیخ الاسلام امام تقی الدین سبکی قدس سرہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

(ترجمہ) "اس آیتِ مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کی جانب واضح اشارہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیا ومرسلین کے عہدِ مبارک میں تشریف لائیں تو ان سب کے رسول کی حیثیت سے جلوہ گر ہوں گے لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک تمام مخلوقات کے لیے عام وتام ہے اور سارے انبیا اور ان کی امتیں آپ کی امت ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "بعثت الى الناس كافة" صرف آپ کے زمانے سے قیامت تک کے لوگوں ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ آپ سے پہلے پیدا ہونے والے تمام انسانوں کو شامل ہے۔ اور اللہ عزوجل نے جملہ انبیا ومرسلین سے یہ عہد اس لیے لیا تا کہ انہیں یقینی طور پر علم ہو جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پر اولیت رکھتے ہیں اور ان کے رسول ونبی ہیں۔" (فتاویٰ سبکی: ص ۳۸، ج ۱)

(۱۰) ارشادِ ربانی ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (سورہ مائدہ: ۵، آیت ۱۵)

(۱۱) مزید ارشاد ہوا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔ ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم)! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

(احزاب: ۳۳، آیت ۴۵۔۴۶)

(۱۲) آیت مبارکہ ہے:

وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۔ ترجمہ: اور بے شک انہوں نے اسے روشن کنارے پر دیکھا۔ (تکویر: ۸۱، آیت ۲۳)

(۱۳) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۔ ترجمہ: اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا۔ (نجم: ۵۳، آیت ۱۳)

(۱۴) اس سے پہلے ارشاد ہوا:

وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۔ ترجمہ: اور وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا۔ (نجم ۵۳، آیت ۷)

آیتِ اول میں تمام مفسرین نے لفظ "نــــور" سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس مراد لی ہے۔ عمدۃ المفسرین امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"ان المراد بالنور محمّد صلى الله عليه وسلم" (تفسیر کبیر: ص ۳۹۵، ج ۳)

امام المحدثین امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

"قد جاء كم من الله نور هو النبى صلى الله عليه وسلم" (تفسیر جلالین: ص ۹۷)

مولوی رشید احمد گنگوہی نے ''امداد السلوک'' فارسی ص ۸۵/وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے '' تفسیر فتح القدیر''،ص۲۳، ج۲/ عبدالماجد دریا آبادی نے ''تفسیر ماجدی'' ص۴۴، ج۱/اور ابوالکلام آزاد نے بھی ''خطبات ابوالکلام'':ص۱۱۹، میں ''نـور'' سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد لی ہے، بلکہ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ کرم الٰہی نکودروی نے یہ بھی وضاحت کر دی ہے کہ:

''اس آیت میں آپ کو نور فرمایا گیا ہے کیوں کہ تمام کائنات کا مرجع یہی نور ہے۔'' (سفینۂ افضال الرحمٰن:۳۰۶)

یہاں خلیفہ صاحب صاف صاف واضح کر رہے ہیں کہ تمام کائنات کا مرجع اور اصل نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

دوسری آیت کی تفسیر میں امام قسطلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''فھو السراج الکامل فی الاضاءۃ ولم یوصف بالوھاج لان المنیر ھو الذی ینیر من غیر احراق بخلاف الوھاج۔''

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روشنی میں سراجِ کامل ہیں اور سورج کی طرح وہاج (جلانے والا) کی صفت سے متصف نہیں بلکہ منیراً فرمایا کیوں کہ منیر اس کو کہتے ہیں جو اشیا کو روشن کرے مگر جلائے نہیں وہاج کے برخلاف۔(المواہب اللدنیۃ:ص۱۷۱، ج۲)

معاصر عربی محقق عیسیٰ بن عبداللہ حمیری نے اپنے عربی رسالے ''نور البرایات وختم النھایات''ص۲۴ پر بعد کی تین آیات سے متعلق امام سہل بن عبداللہ تستری کا قول نقل کیا ہے کہ امام تستری نے اس آیت میں ''**الافق المبین**'' کے تحت لکھا ہے کہ:

''افق اعلیٰ دنیا و آخرت سے ماوراء ہے اور آیت کا معنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طبائع ایمانی اور مکاشفۃ غیبیہ کے ساتھ مخلوق کی پیدائش سے ہزار برس قبل حالت عبادت میں اپنے رب کا دیدار کیا جس کی خبر وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى اور وَ

هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى سے دی گئی ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ وجود کا نور و جمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی ذات کے نور سے اکتساب نور و فیض کرتا ہے۔اس کا ثبوت قرآن کی آیت: **انا ارسلنک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً**'' سے فراہم ہوتا ہے جس میں اللہ عزوجل نے واضح انداز میں آپ کو سراجاً منیراً یعنی روشن چراغ فرمایا ہے۔''

امام قصری فرماتے ہیں:

''**فأول ما خلق اللہ نورہ علیہ الصلاۃ والسلام فی البدء فکان بذرۃ الوجود**''یعنی سب سے پہلے اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کی تخلیق فرمائی تو آپ کا نور، وجود کا بیج اور اصل ہے۔

(شعب الایمان للامام القصری:ص۴۸۴)

دیوبندی مذہب کے بانی قاسم نانوتوی کے پوتے محمد طاہر قاسمی نے لکھا ہے:

''نور محمدی بہ لحاظ خلقت سب مخلوق سے اول ہے اور بہ لحاظ ظہور سب سے آخر ہے۔'' (عقائد اسلام:ص۳۳، مطبوعہ لاہور)

کیا اتنی وضاحتوں کے بعد بھی اس بات میں کسی شک وشبہے کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجہ تخلیق کائنات ہیں۔یقیناً آپ اول المخلوقات بھی ہیں، وجہِ خلقِ جہاں بھی، اول الانبیاء بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی۔

اولیتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں:

قرآنی آیات اور تفسیری حوالوں کے بعد اب ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں متذکرہ موضوع کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس سلسلے کی سب سے مشہور حدیث پاک ''حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' ہے جو مصنَّف عبدالرزاق کے حوالے سے اس موضوع کی اکثر کتابوں میں موجود ہے۔اس حدیث نبوی کی عرفیت ''حدیث نور'' بھی ہے، لیکن یہ حدیث پاک درج کرنے سے قبل ہم چاہتے ہیں کہ ''مصنَّف عبدالرزاق'' کا قضیہ قارئین

کے روبرو پیش کر دیں تاکہ وہ سمجھ جائیں کہ حقائق چھپانے اور سچائیاں مسخ کرنے کی کوشش میں انسان کہاں تک جا سکتا ہے؟ اور کن کن جرائم کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے؟

ہم نے اور ہم جیسے بیشتر قارئین نے متعدد کتابوں میں حدیث جابر کو ''مصنَّف عبدالرزاق'' کے حوالے سے پڑھا ہے لیکن صرف ہمیں ہی نہیں ہم جیسے لاکھوں قارئین کو حیرت ہوئی ہوگی جب ہم نے اس حدیث پاک کی سند کی تلاش میں مطبوعہ مصنَّف عبدالرزاق کی ورق گردانی کی ہوگی۔ وہاں صرف حدیث جابر ہی نہیں کتاب میں ابتدا کے دس ابواب ہی سرے سے غائب کر دیے گئے ہیں، نہ اس میں حدیث جابر ہے اور نہ ہی شروع کے دس ابواب، اب کیا ہو؟ کل تک ہم یہ جواب دیا کرتے تھے جیسا کہ مولانا محمد کاشف اقبال قادری رضوی نے اپنی عظیم تصنیف ''نورانیت وحاکمیت'' میں دیا ہے۔ اعتراض تھا کہ یہ حدیث جابر مصنف عبدالرزاق میں موجود نہیں ہے، مصنف کتاب مذکور نے جواب میں لکھا:

''ہم تو صرف ناقل ہیں جلیل القدر محدثین نے مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کیا ہے حوالہ جات درج کیے جا چکے ہیں اب مخالفین ہی ان محدثین کے بارے میں نہ جانے کیا فیصلہ دیتے ہیں، آخری جواب یہ ہے کہ بیروت لبنان سے مطبوعہ مصنَّف عبدالرزاق کے مقدمے میں مرتب وناشر نے ہی اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ یہ ناقص ہے۔''

(نورانیت وحاکمیت، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی، ۲۰۰۸ء: ص ۴۶)

لیکن اب ان جوابات کی قطعی حاجت نہیں۔ حقیقت نے اپنے چہرے سے نقاب اتار دی ہے، مخالفین ومعاندین کی ادبی دہشت گردی، علمی خیانت اور کتابی سرقے کا دنیا کو علم ہو چکا ہے، معاصر عربی محقق ومصنف عیسیٰ بن عبداللہ حمیری نے مصنف عبدالرزاق کا اصل نسخہ دریافت کر لیا ہے جو چند سالوں پیشتر ''**الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف للحافظ الکبیر ابی بکر عبد الرزاق بن همام الصنعانی**'' کے نام سے چھپ چکا ہے اور اس وقت ہمارے پیش نگاہ ہے، جس میں تقریظ، تقدیم اور تعارف مصنف کے بعد کتاب الایمان کے تحت کل دس

ابواب (۱) باب فی تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۲) باب فی الوضوء (۳) باب فی التسمیۃ فی الوضوء (۴) باب اذا فرغ من الوضوء (۵) باب فی کیفیۃ الوضوء (۶) باب فی غسل اللحیۃ فی الوضوء (۷) باب فی تخلیل اللحیۃ فی الوضوء (۸) باب فی مسح الراس فی الوضوء (۹) باب فی کیفیۃ المسح (۱۰) باب فی مسح الأذنین، مرتب کی تحقیق وتخریج کے ساتھ شامل ہیں۔ صفحات کی تعداد فہرست کے ساتھ ۱۰۵ ہے، جس کا پہلا اڈیشن ۲۰۰۵ء میں چھپ کر منظر عام پر آیا اور اسی جزء مفقود کے ساتھ فاضل مرتب نے ''**نور البرایات وختم النهایات**'' کے نام سے ۱۴۸ صفحات کو محیط ایک طویل مقالہ بزبان عربی تحریر کیا جس میں تین فصول (**الفصل الاول فی الأولیة المحمدیة، الثانی فی النورانیة المحمدیة، الثالث النبی الامی**) قائم کر کے ذیلی عناوین کے تحت انتہائی قیمتی بحثیں کی ہیں اور آخری فصل میں حدیث جابر کے رد وقبول کے متعلق نفیس گفتگو فرمائی ہے جو انتہائی قابلِ مطالعہ اور لائقِ استفادہ ہے۔ اس اداریے کی تیاری میں ہم نے اس مقالے سے کافی مدد لی ہے لیکن اصل ماخذ کو فراموش نہیں کیا ہے۔ فاضل محقق نے آغاز مقدمہ میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ مجھ جیسے دوسرے محققین نے بھی مصنف عبدالرزاق کے کامل نسخے کی تلاش وتحقیق کے لیے یمن، ترکی، استنبول وغیرہ کا سفر کیا اور وہاں کی بڑی لائبریریوں میں اس کے مطبوعہ اور مخطوطہ نسخوں کو دیکھا مگر ان کی تلاش نامکمل رہی۔ اللہ عزوجل کے فضل سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ اور مواجہۂ اقدس کے روبرو اس کام میں کامیابی کے لیے خصوصی دعا کی تو اللہ عزوجل نے میری اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور مجھے اس قیمتی نسخے کے جزءِ اول وثانی کا پتہ ہندوستان کے ایک مرد صالح فاضل ڈاکٹر سید محمد امین برکاتی قادری حفظہ اللہ (سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ) کے ذریعہ ملا اور جب مطبوعہ اور مخطوطہ دونوں نسخوں کا تقابل کیا تو یہ حقیقت واضح ہوئی کہ مطبوعہ نسخے میں مصنف عبدالرزاق کے ابتدائی دس ابواب ہی موجود نہیں ہیں۔

(**الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف**، ص ۶، ۷)

قارئین کرام! اب آپ کھلی آنکھوں سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کا متن ملاحظہ کر لیں:

(۱) ''مصنَّف عبدالرزاق'' کتاب الایمان باب فی تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں حدیث

نمبر۱۸ کے تحت ہے:

"عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنكدر عن جابر قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أول شئى خلقه الله تعالىٰ؟ فقال: هو نور نبيك يا جابر خلقه الله ثم خلق فيه كل خير وخلق بعده كل شئى۔" (الجزء المفقود من المُصَنَّف: ص۶۳، ۶۴)

ترجمہ: حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ) حضرت معمر بن راشد ازدی حدانی (متوفی ۱۵۴ھ) سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت محمد بن منکدر بن عبداللہ (متوفی ۱۳۰ھ) سے روایت کرتے ہیں، آپ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۸ھ) سے راوی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ عزوجل نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے جس کو اللہ عزوجل نے سب سے پہلے پیدا فرمایا پھر اس میں ہر بھلائی کی تخلیق فرمائی اور اس کے بعد ہر شئی کو پیدا کیا۔

درج بالا حدیث مبارکہ مصنّف عبدالرزاق کے حوالے حدیث کی مشہور و متداول پچاس سے زائد کتب اور دوسرے فن کی کتابوں میں موجود ہے مثلاً امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ: ص۷۱، ج۱، اور امام عجلونی نے کشف الخفا: ص۳۱۱، ج۱ میں درج کیا ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کو نقل کرنے کے بعد دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باوّلیت حقیقیہ ثابت ہوا کیوں کہ جن جن اشیا کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیا کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔" (نشر الطیب: ص۷)

(۲) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اول ما خلق الله نوری یعنی اللہ عزوجل نے سب سے پہلے میرا نور پیدا

فرمایا۔ (شرح شفا: ص۴۲۴)

یہ حدیث پاک تفسیر روح البیان: ص۵۴۸، ج۱/ عرائس البیان: ص۲۳۸، ج۱/ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ص۱۹۴، ج۱ پر موجود ہے۔ اسی حدیث کو امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے فارسی رسالہ یک روزی: ص۱۱، اور دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ: ص۸۱ میں درج کیا ہے۔ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے مواعظ میلاد النبی: ص۳۹۴ پر اس حدیث کو مشہور اور معناً تسلیم کیا ہے۔

ایک شبہے کا ازالہ:

مخلوقات میں سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا گیا؟ اس سلسلے میں روایات مختلف ہیں "اول ما خلق الله نوری" کے علاوہ "اول ما خلق الله القلم، اول ما خلق الله اللوح، اول ما خلق الله العقل، اول ما خلق جوهرة، ان الله تعالىٰ لم يخلق شيئا مما خلق قبل الماء" وغیرہا مرویات ہیں جن میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیق میں اولیت قلم کو بھی حاصل ہے، جوہر کو بھی، عقل کو بھی، لوح اور پانی کو بھی۔ جب اولیت سے متعلق اتنی ساری احادیث ہیں تو پھر اولیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر اصرار کیوں؟

متعدد شارحینِ حدیث اور اربابِ فقہ و تفسیر نے اس اعتراض کا کئی جواب دیا اور حاصل جواب یہی ہے جو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب: ص۷ پر دیا ہے کہ:

"نور محمدی کی اولیت حقیقی ہے اور دوسری اشیا کی اولیت اضافی ہے کیوں کہ حدیث نور میں دوسری اشیا کا متاخر ہونا منصوص ہے۔"

استاذ المحدثین حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"امام ابن حجر نے کہا اول مخلوقات کے متعلق مختلف روایات منقول ہیں اور ان کا حاصل جیسے میں نے شمائل ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے وہ نور پیدا کیا گیا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی پھر پانی، اس کے بعد عرش۔" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ص۱۴۶، ج۱)

اسی کتاب میں دوسری جگہ ہے:

''اول حقیقی نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔'' (مرقاۃ: ص۱۶۶، ج۱)

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی ان روایات کو نقل کر کے تطبیق یوں دیتے ہیں:

''ان روایات میں تطبیق یہ ہے کہ اولیت امر اضافی ہے۔'' (عمدۃ القاری: ص۱۰۹، ج۱۵، مطبوعہ بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تو یہاں تک فرمایا:

''یہ حدیث کہ اللہ عزوجل نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، محققین ومحدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔اسی طرح یہ حدیث کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا ہے، صحت کو نہیں پہنچتی۔'' (مدارج النبوۃ: ص۳، ج۲)

امام عبدالوہاب شعرانی نے ''الیواقیت والجواہر'' میں اس کا ایک اور طرح سے جواب دیا ہے، فرماتے ہیں:

''اگر تو یہ کہے کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا ان میں تطبیق کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے ان دونوں سے مراد ایک ہے کیوں کہ حقیقت محمدیہ کو کبھی عقل سے اور کبھی نور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔''

(الیواقیت والجواہر: ص۱۰۰، ج۲، مصر)

معاصر عربی ادیب و محقق عیسیٰ بن عبداللہ حمیری نے بھی ''الجزء المفقود من المصنَّف'' کے حاشیے میں یہ دونوں جوابات دیے ہیں۔مشہور مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی نے ''تفسیر روح البیان'' میں آیت کریمہ: ویسئلونک عن الروح کے تحت لکھا ہے:

'' اول المخلوقات هو الروح النبوى فان المخلوق الأول مسمى واحد وله اسماء مختلفة فبحسب كل صفة فيه سمى باسم اٰخر ولاريب ان اصل الكون كان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔''

ترجمہ: اول المخلوقات روح نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہے اس لیے کہ

مخلوق اول ذات ایک ہے اور اس کے نام مختلف ہیں، الگ الگ صفات کی وجہ سے نام جدا جدا ہو گئے، بے شک کائنات کی اصل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر روح البیان: ص۱۹۹، ج۵)

اس قدر وضاحتوں کے بعد اس مسئلے میں اب کوئی شبہہ باقی نہیں رہ جاتا لہٰذا اتنے پر بس ہے۔ان شاءاللہ سنجیدہ فکر قارئین ضرور مطمئن ہو جائیں گے۔

(۳) مصنَّف عبدالرزاق میں کتاب الایمان باب فی تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت بارہویں حدیث پاک یہ موجود ہے:

عبد الرزاق اخبرنى ابن عيينة عن مالك انه كان يقول دائما: اللهم صل علىٰ سيدنا محمد السابق للخلق نوره ۔(الجزء المفقود من المصنَّف: ص۵۹)

ترجمہ: حافظ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ ہمیشہ یہ درود پاک پڑھا کرتے تھے: اے اللہ! تو ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود نازل فرما جن کا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔

(۴) ابن ابی عاصم نے اوائل میں اور امام بیہقی نے دلائل میں یہ حدیث پاک بیان کی ہے:

عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لما خلق الله تعالىٰ اٰدم عليه السلام خبره ببنيه فجعل يرى فضائل بعضهم على بعض فراى نوراً ساطعاً فى أسفلهم فقال: يارب! من هٰذا؟ فقال: ابنک احمد هو اول وهو اٰخر وهو اول مشفع۔(اوائل: ص۲۷/ دلائل: ص۸۳، ج۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو

انہیں ان کی اولادیں دکھائی گئیں تو آپ نے بعض کی بعض پر فضیلت دیکھی۔
اتنے میں نیچے سے اوپر کو بلند ہوتا ایک نور دیکھا۔عرض کیا: اے میرے رب! یہ
کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے اور وہی اول اور وہی آخر ہے اور وہی پہلے
شفاعت کرنے والے ہیں۔

(۵) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کنت اول الناس فی الخلق واٰخرھم فی البعث۔

ترجمہ: میں پیدائش میں سب لوگوں سے اول ہوں اور بعثت میں سب انبیا
سے آخر ہوں۔(تفسیر درمنثور:ص۱۸۴، ج۵)

(۶) آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کنت اول النبیین فی الخلق واٰخرھم فی البعث۔

ترجمہ: میں بہ لحاظ پیدائش تمام انبیا میں اول اور بہ لحاظ بعثت آخر ہوں۔
(تفسیر طبری:ص۲۶۲، ج۱۰)

(۷) حدیث قدسی میں ہے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

جعلتک أول البشر خلقا واٰخرھم مبعثا۔

ترجمہ: میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انسانوں میں سب سے پہلے پیدا
کیا اور انبیا میں سب سے اخیر میں بھیجا۔(تفسیر ابن ابی حاتم:ص۲۳۱۵، ج۷)

(۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کنت نوراً بین یدی ربی قبل خلق اٰدم باربعۃ الف عام۔

ترجمہ: میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال
پہلے اپنے پالنے والے کے حضور ایک نور تھا۔(المواہب اللدنیہ:ص۱۰، ج۱)

(۹) علامہ تلمسانی شرح شفا میں نقل کرتے ہیں:

''ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ جبرئیل امین نے حاضر ہوکر عرض کیا: **السلام علیک یا اول السلام
علیک یا اٰخر السلام علیک یا ظاھر السلام علیک یا باطن**،
میں نے کہا کہ اے جبرئیل! اس طرح سلام عرض کرنا کیسے ہے؟ عرض کیا کہ آپ
اول اس طرح کہ تخلیق کے لحاظ سب سے پہلے اور آخر اس طرح کہ مبعوث ہونے
کے اعتبار سے سب انبیا میں آخری اور باطن اس لیے کہ رب نے اپنے نام کے
ساتھ آپ کا نام سنہرے نور سے ساق عرش پر آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار
سال پہلے ابد تک لکھا۔'' (شرح شفا للقاری:ص۴۲۵، ج۲)

درج بالا احادیث میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اول الخلق
بھی ہیں، اول الناس بھی، اول الانبیاء بھی ہیں اور آخر الانبیاء بھی، نور میں اول، ظہور میں آخر،
کائنات کی اصل اور اس کی روح بھی۔

اولیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اقوال علما کی روشنی میں:

(۱) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: پس وہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اول ہیں، آخر ہیں اور ظاہر ہیں اور
باطن بھی، پس وہ ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔(جواہر البحار:ص۱۱۳، ج۱)

(۲) امام علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں:

ترجمہ: خطیب ابن ربیع کی کتاب شفاء الصدور میں یہ بھی ہے کہ سب سے
پہلے اللہ عزوجل نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا تو وہ نور مسلسل اللہ
عزوجل کے حضور سجدہ ریز رہا۔(المدخل:ص۳۴، ج۲)

(۳) علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے لیے رحمت ہیں، اس اعتبار
سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ ممکنات کے لیے الٰہی فیضان کی ترسیل کا واسطہ
اور وسیلہ ہیں اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول المخلوقات ہے۔

(تفسیر روح المعانی:ص۱۰۵،ج۱۷)

(۴) علامہ ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: سب سے پہلے وہ نور پیدا ہوا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی پھر پانی پھر عرش۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ:ص۱۶۶،ج۱)

(۵) محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''یہ کلمات (هو الاول والآخر والظاهر والباطن ۔الحدید:۳) اعجاز کی نشانی والے اللہ کی حمد اور تعریف پر مشتمل ہیں۔ یہی کلمات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور تعریف بھی ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش کے اعتبار سے اول اور انبیاو مرسلین میں ظہور کے اعتبار سے آخر ہیں۔''

(مدارج النبوۃ:ص۲،ج۱)

(۶) علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ ان صفات اول و آخر، ظاہر و باطن کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ (نسیم الریاض:ص۴۲۵،ج۲)

اتنے شواہد کے باوجود کیا اب بھی ان اشعار کی معنویت اور مضمون میں کسی اعتراض کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی فرقاں وہی قرآں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

(ڈاکٹر محمد اقبال)

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

(امام احمد رضا قادری)

شرح حدیث لولاک:

اعتراض نگار ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی نے اپنے شبہے کو عارضی سہارا دینے کی غرض سے حدیث

لولاک ''لولاک لما خلقت الافلاک'' کا قضیہ بھی چھیڑا ہے اور کہا ہے کہ ''یہ ایک قطعاً من گھڑت مقولہ ہے''۔ لیکن یہ لکھتے ہوئے وہ یہ بھول گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجہِ تخلیقِ کائنات ہونا صرف اسی ایک قول اور اسی ایک جملے پر موقوف نہیں ہے۔ سب سے پہلے ہم یہ بات واضح کر دیں کہ محدثین اور علم الاسناد کے ماہرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی حدیث اپنے الفاظ کے لحاظ سے موضوع ہو تو اس کے لیے یہ لازم نہیں کہ وہ معناً بھی درست اور صحیح نہ ہو۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ راوی جن الفاظ کے ساتھ وہ حدیث بیان کر رہا ہو بعینہ وہی الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوں لیکن معنوی طور پر دوسری روایت سے اس کی تصدیق ہوتی ہو ''لولاک لما خلقت الافلاک'' کے متعلق شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس کے الفاظ موضوع ہیں لیکن معناً یہ حدیث صحیح ہے اور دوسری احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے لیکن ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی نے'' لولاک لما خلقت الافلاک ''ایک قطعاً من گھڑت مقولہ ہے'' کہہ کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ حدیث ہے ہی نہیں بلکہ ایسا من گھڑت اور جھوٹا مقولہ ہے جس کے قائل کا پتہ نہیں اور اس کا مضمونِ جملہ قطعاً بے بنیاد اور غیر صحیح ہے اس لیے ضروری ہوا کہ ہم حدیث لولاک پر شرح وبسط کے ساتھ گفتگو کریں تاکہ ڈاکٹر رئیس نعمانی جیسے دوسرے نام نہاد ارباب قلم کی فتنہ پروری اور شر انگیزی سے اہل ایمان اور پڑھا لکھا سنجیدہ طبقہ محفوظ و مامون رہے اور حقائق پر شبہہ نہ وارد کرے۔

قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ''حدیث لولاک'' کے موضوع پر پاکستان کے ایک جید عالم دین مولانا حافظ محمد اشرف مجددی نے پچاس صفحات کو محیط ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا ہے، جو جون ۲۰۱۳ء میں مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ نور آباد سیالکوٹ سے شائع ہو چکا ہے۔ مصنف مذکور نے کمال مہارت، دقت نگاہ، اور شفاف تحقیق و تدبر کے ساتھ یہ تحریر لکھی ہے اور مسئلہ ہذا کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ خلاصۂ بحث کے طور پر اس مقالے کے کچھ حصے بھی ہم پیش کریں گے تاکہ ہمارے قارئین کو کسی قسم کی تشنگی کا احساس نہ ستائے اور اس موضوع سے متعلق انہیں اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔ ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی سے بھی ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ خالی الذہن ہو کر یہ تحریر پڑھ لیں، ان کا قلم مطمئن ہو نہ ہو، دل ضرور مطمئن ہو جائے گا۔

اللہ عزوجل کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے ہر چیز کا مقصد ہے۔
ارشاد ربانی ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَافِی الاَرْضِ جَمِیْعاً ۔وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔(بقرہ:۲،آیت:۲۹)

اور سورۂ ابراہیم: آیت ۳۲،۳۳ میں اس کی تفصیل بھی بیان فرمادی ہے کہ زمین وآسمان، چاند وسورج، ابر باراں، شب وروز، بحر وسفینہ اور دوسری کھانے پینے کی اشیا سب انسانوں کے لیے اللہ عزوجل نے پیدا فرمادی ہے، گویا یہ ساری کائنات انسانوں کے لیے بنائی گئی ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ساری کائنات کے لیے رحمت بنایا، تمام نبیوں کا امام ومقتدا اور انسانوں کا شفیع بنایا۔ ذرا غور کریں کہ اگر وہ ذات رحمت نہ ہوتی تو کائنات ارض وسما کس لیے ہوتی؟ اور حدیث لولاک میں اسی حقیقت کو بیان کردیا گیا ہے۔

حدیث لولاک کی تائید حدیث نور سے بھی ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا اور پھر ساری کائنات زمین تا عرش اسی نور سے پیدا فرمائی۔ صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نہ پیدا کیا جاتا تو کائنات بھی نہ ہوتی۔

حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدۂ بردہ کی شرح میں فرمایا ہے:

"وقد خلق الله تعالیٰ لهم مافی الارض وسخر لهم الشمس والقمر والليل والنهار وغير ذلک واما الحديث القدسی الشهور "لولاک لما خلقت الافلاک" فليس له اصل لکن معناه صحيح لاريب فيه۔"(الزبدۃ العمدۃ البردۃ:ص۵۳)

مطلب یہ ہے کہ زمین میں جو کچھ ہے اللہ عزوجل نے سب انسانوں کے فائدے کے لیے پیدا کیا ہے بلکہ کائنات کا سارا نظام انسان کے لیے ہے، چاند وسورج اور شب وروز کی گردشیں انسانوں کے لیے مفید ہیں اور مشہور حدیث قدسی "لولاک لما خلقت الافلاک" لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

لیکن بلاشبہ یہ حدیث قدسی معناً صحیح اور درست ہے۔

یعنی یہ لااصل اس لیے ہے کہ یہ لفظ "الافلاک" کے ساتھ صحیح سند سے ثابت نہیں لیکن دوسری احادیث میں "الافلاک" کی بجائے اور الفاظ آئے ہیں جو اس معنی کو ادا کرتے ہیں لہٰذا یہ روایت بالمعنی کی صورت ہے اور جائز ہے۔

الأثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة :ص۴۴، ج۱ پر بھی ملاعلی قاری نے اپنی کتاب "تذکرۃ الموضوعات" کے حوالے سے یہی بات کہی ہے۔

علامہ شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"لولاک ما خلقت الافلاک، قال الصغانی، موضوع، واقول لکن معناه صحيح ان لم يکن حديثاً"

ترجمہ: لولاک لما خلقت الافلاک کے متعلق صغانی نے کہا کہ یہ موضوع ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اس کے معنی صحیح ہیں اگرچہ یہ حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔(کشف الخفاء:ص۲۱۴،ج۲)

شیخ ابن تیمیہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس سچائی کا اعتراف کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے یہ کائنات تخلیق فرمائی۔ اگر وہ نہ ہوتے تو نہ عرش کو پیدا کرتا نہ کرسی، نہ آسمان، نہ زمین، نہ چاند نہ سورج اور لولاک لما خلقت الافلاک کے تحت لکھا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے نہ صحیح نہ ضعیف، لیکن درج بالا حقیقت کو قرآنی آیات "وسخر لکم مافی السموٰت وما فی الارض، وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامره وسخر لکم الانهار وسخر لکم الشمس والقمر دائبين وسخر لکم الليل والنهار وآتاکم من کل سالمتوه وان تعد وانعمة الله لاتحصوها" وغیرہا سے ثابت کیا ہے اور اخیر میں تحریر کیا ہے:

"فاذا کان الانسان هو خاتم المخلوقات وآخرها وهو الجامع لما فيها وفاضله هو فاضل المخلوقات مطلقاً ومحمد

انسان هٰذا العين وقطب هٰذه الرحى واقسام هٰذا الجمع كان كانها غاية الغايات فى المخلوقات فما ينكران يقال انه لاجله خلقت جميعها وانه لولاه لما خلقت، فاذا فسر هذا الكلام ونحوه بما يدل عليه الكتاب والسنة قبل ذٰلک۔“

ترجمہ: جب انسان خاتم المخلوقات اور کائنات کے تمام حسن وخوبی کا جامع ہے لہٰذا وہ مطلقاً بغیر کسی قید کے تمام مخلوقات میں افضل ہوا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نفیس جماعت کے سردار، اس کائنات کے قطب اور کمالات انسانی کے جامع ہیں گویا آپ مخلوقات میں تمام غایتوں کی غایت ہیں لہٰذا اس بات سے انکار کی کوئی وجہ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے پوری کائنات کی تخلیق ہوئی ہے اور یہ کہ اگر وہ نہ ہوتے تو کائنات نہ بنائی جاتی۔ اس جیسی توضیح وتفسیر پر کتاب وسنت کی شہادتیں موجود ہیں۔ (مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ: ص۹۶، ج۱۱)

فتاویٰ ابن تیمیہ: ص۱۵۰، ج۲ پر حضرت میسرہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے مروی دو حدیث پاک بھی موجود ہے۔ یہ دونوں احادیث قارئین کے مطالعے کے لیے پیش کی جارہی ہیں۔

(۱) عن ميسرة قال قلت يارسول الله! متى كنت نبينا؟ قال: لما خلق الله الارض واستوىٰ الىٰ السماء فسواهن سبع سمٰوات وخلق العرش كتب على ساق العرش محمد رسول الله خاتم الانبياء وخلق الله الجنة التى أسكنها اٰدم وحواء فكتب اسمى على الأبواب والأوراق والقباب والخيام واٰدم بين الروح والجسد فلما احياه الله تعالىٰ نظر الى العرش فراى اسمى فاخبره الله انه سيد ولدک فلما عزهما الشيطٰن تابا واستشفعا باسمى اليه۔ (الوفا بفضائل المصطفىٰ لابن جوزى: ص۲۶)

ترجمہ: حضرت میسرہ سے مروی ہے، انہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے

پوچھا: یارسول اللہ! آپ کو نبوت سے کب سرفراز کیا گیا؟ ارشاد فرمایا: جب اللہ عزوجل نے زمین پیدا فرمائی پھر آسمان کا قصد فرمایا تو سات آسمان بنائے اور عرش کی تخلیق فرمائی تو ساقِ عرش پر ”**محمد رسول الله خاتم الانبياء**“ تحریر فرمایا اور اللہ نے جنت بنائی جو حضرت آدم وحوا علیہما السلام کا مسکن بنی تو اللہ عزوجل نے میرا نام جنت کے تمام دروازوں، درخت کے پتوں، قبوں اور خیموں پر لکھ دیا اور آدم علیہ السلام اس وقت روح اور جسم کے درمیان تھے تو جب اللہ عزوجل نے اس میں روح پھونک کر انہیں حیات بخشی تو انہوں نے عرش پر نگاہ ڈالی اور میرا نام لکھا دیکھا، اس وقت اللہ عزوجل نے انہیں باخبر کیا کہ یہ تمہاری ساری نسل آدمیت کا سردار ہے۔ پھر جب شیطان نے انہیں بہکایا تو ان دونوں (آدم وحوا) نے میرے نام کے وسیلے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کی (تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی)۔

حضرت میسرہ کی اس حدیث کو مختصراً امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے:
”**هٰذا حديث صحيح الاسناد.**“ (المستدرک للحاکم: ص۶۶۵، ج۲)

(۲) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله: لما اصاب اٰدم الخطيئة رفع راسه فقال بحق محمد لما غفرت لى فأوحى اليه وما محمد ومن محمد؟ فقال يارب انک لما اتممت خلقى رفعت راسى الى عرشک فاذا عليه مكتوب لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انه اكرم خلقک عليک اذ قرنت اسمه مع اسمک فقال نعم قد غفرت لک وهو آخر الانبياء من ذريتک ولولاه ما خلقتک۔ (المستدرک للحاکم: ص۶۷۲، ج۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش واقع

ہوئی تو انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! میں تجھ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں اور جب اللہ عزوجل نے مجھے معاف فرمادیا تو ارشاد فرمایا: محمد کون ہیں؟ اور تو نے انہیں کیوں کر پہچانا؟ تو حضرت آدم نے جواب دیا کہ اے میرے رب! جب تو نے میری تخلیق مکمل فرمادی اور میرے جسم میں روح پھونک دی تو میں نے اپنا سر عرش کی جانب اٹھایا تو اس پر لکھا تھا: ”**لا اله الا الله محمد رسول الله**“ تو میں نے جان لیا کہ وہ تیری مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہوگا کیوں کہ تو نے اپنے نام کی نسبت ان کے نام کے ساتھ کر رکھی ہے تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ہاں، ایسا ہی ہے، اے آدم! ہمیں نے تمہیں بخش دیا، وہ تمہاری نسل میں آخر الانبیاء ہیں اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔

یہ دونوں حدیثیں درج کرنے کے بعد شیخ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

”**فھذا الحدیث یوید الذی قبله ولھما کالتفسر للاحادیث الصحیحة**“ یعنی یہ حدیث پاک اوپر بیان کردہ حدیث کی تائید کرتی ہے اور یہ دونوں احادیث صحیحہ کی تفسیر و توضیح کی منزل میں ہیں۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ: ص۱۵۰، ج۲)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو امام طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) نے ”**المعجم الصغیر**“: ص۸۲،۸۳، ج۲/امام بیہقی نے ”**دلائل النبوة**“: ص۴۸۸، ج۵/امام قسطلانی نے ” **المواھب اللدنیه**“: ص۸۲، ج۱/امام احمد رضا قادری بریلوی نے ”تجلی الیقین“: ص۴۱/اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ”امداد الفتاویٰ“: ص۵۲۰، ج۴ پر بیان کیا ہے۔

بلکہ شیخ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ”**الفرقان بین أولیاء الرحمن واولیاء الشیطان**“ ص۹۰، ج۱ میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتوں کے ذیل میں ایک تیسری حدیث بھی بیان کی ہے، وہ یہ ہے۔

(۳) روی ابن عساکر رحمه الله عن سلمان الفارسی رضی الله تعالیٰ عنه قال: ھبط جبرئیل علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال: ان ربک یقول: ان کنت قد اتخذت ابراھیم خلیلاً فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم منک ولقد خلقت الدنیا وأھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا (المواہب اللدنیہ: ص۸۳، ج۱)

ترجمہ: ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: کہ جبرئیل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ سبحانہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ میں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا تو آپ کو اس سے پہلے حبیب بنایا۔ میں نے آپ سے زیادہ مکرم ومعظم کسی کو پیدا نہ کیا اور میں نے دنیا کو اور دنیا والوں کو اس لیے بنایا تاکہ میں ان لوگوں کو آپ کی عظمت و بزرگی کی پہچان دوں، بلکہ آپ کا مرتبہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہیں بناتا۔

یہ حدیث اس طویل حدیث مبارکہ کے کچھ حصوں پر مشتمل ہے جس کی تفصیلی عبارت تاریخ ابن عساکر: ص۵۱۸، ج۳ پر موجود ہے۔

(۴) امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری نے ”**المستدرک**“ میں یہ حدیث بیان کی ہے:

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنھما قال: اوحی الله الیٰ عیسیٰ علیه السلام یا عیسیٰ! اٰمن بمحمد ومر من ادرکه من امتک ان یومنوا به فلولا محمد ما خلقت آدم ولولا محمد ما خلقت الجنة ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیه ”لا اله الا الله محمد رسول الله“ فسکن

(المستدرک للحاکم:ص۶۱۴،۶۱۵،ج۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی کی کہ تم ایمان لاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اپنی امت کو حکم دو کہ جوان کو پائیں وہ بھی ان پر ایمان لائیں کیوں کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پیدا نہ کرتا اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں جنت ودوزخ کو پیدا نہ کرتا اور جب میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ حرکت کرنے لگا۔ میں نے اس پر ''**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' لکھا تو وہ ٹھہر گیا۔

امام حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

''**ھٰذا حدیث حسن صحیح الاسناد ولم یخرجاہ**'' یعنی اس حدیث کی سند صحیح ہے، ہاں بخاری ومسلم نے اس کو روایت نہیں کیا ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم:ص۶۱۵،ج۲)

اس حدیث پاک کو علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے بھی اپنی کتاب ''**الفتاویٰ الحدیثیۃ**'' میں ذکر کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ:

''**مثل ھٰذا لا یقال من قبل الرای فاذا صح عن مثل ابن عباس یکون فی حکم المرفوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم**'' یعنی اس جیسی رائیں اپنی جانب سے نہیں پیش کی جاسکتیں، جب عبداللہ بن عباس جیسے صحابی سے یہ صحیح ہے تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کے حکم میں ہوگی۔ (الفتاویٰ الحدیثیۃ:ص۱۶۰)

(۵) عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اللہ عزوجل انہ قال: یا محمد! وعزتی وجلالی لولاک ما خلقت ارضی ولا سمائی ولا رفعت ھٰذہٖ الخضراء ولا بسطت

ھٰذہٖ الغبراء۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی زمین کو اور اپنے آسمان کو پیدا نہ کرتا اور نہ میں آسمان کو بلند کرتا اور نہ میں اس زمین کو پھیلاتا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد:ص۷۵،ج۱)

(۶) عن ابن عباس: یقول اللہ عزوجل وعزتی وجلالی لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت الدنیا یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت کو نہ بناتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا۔ (شرح المواہب اللدنیۃ:ص۴۴،ج۱)

اس حدیث مبارکہ کو مشہور محدث اور شارح احادیث ملا علی قاری نے ''**الاسرار المرفوعۃ**'' ص۱۹۴ پر بیان کیا ہے۔

(۷) امام ابن جوزی نے اپنی کتاب ''**مولد العروس**'' میں حدیث لولاک کا ذکر درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

''**فقال اللہ تعالیٰ: تادب یا قلم! وعزتی وجلالی لولا محمد ما خلقت احداً من خلقی**''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے قلم! ادب کر، مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں اپنی مخلوق میں سے کسی کو پیدا نہ کرتا۔(مولد العروس لابن جوزی: ص۱۶)

(۸) مواہب لدنیہ میں ہے:

''**ویروی انہ لما خلق اللہ تعالیٰ اٰدم الھمہ ان قال یارب! لم**

کنیتنی ابا محمد؟ قال الله تعالیٰ یا آدم! ارفع راسک فرفع راسه فرای نور محمد صلی الله علیه وسلم فی سرادق العرش فقال یارب! ماهٰذا النور قال هٰذا نور نبی من ذریتک اسمه فی السماء احمد وفی الارض محمد، لولاه ما خلقتک ولا خلقت سماءً ولا ارضاً۔'' (المواہب اللدنیۃ :مطبوعہ المکتبۃ التوفقیہ، القاہرہ، ص۴۷، ج۱)

ترجمہ: روایت میں آیا ہے کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو اللہ عزوجل نے ان کے نام اور کنیت ابو محمد کا الہام فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! تو نے میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! اپنا سر اٹھاؤ تو انہوں نے اپنا سر بلند کیا تو عرش کے پردوں پر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چمکتا دیکھا اور عرض گزار ہوئے، مولیٰ! یہ نور کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ تیری نسل سے پیدا ہونے والے ایک نبی کا نور ہے، آسمان میں جس کا نام احمد ہے اور زمین میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے نہ پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔

اس حدیث پاک کو بیان کرنے کے بعد امام قسطلانی (متوفیٰ ۹۲۳ھ) ''مصنَّف عبدالرزاق'' کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث نور درج کرتے ہیں۔

(ملاحظہ کریں: المواہب اللدنیۃ: ص۴۸، ج۱)

لیکن حاشیہ نگار اور تخریج نویس کی شرارت دیکھیے کہ وہ کیا لکھ دیتا ہے:

''**موضوع: والحدیث لیس له وجود فی مصنَّف عبد الرزاق**'' یعنی یہ حدیث موضوع ہے اور مصنف عبدالرزاق میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ (حاشیۃ المواہب: ص۴۸، ج۱)

راقم نے آغاز بحث میں ''**الجزء المفقود من المصنف**'' کے ذیل میں جس حقیقت کی نقاب کشائی کر دی ہے، اس کے مطالعے کے بعد کوئی بھی قاری اس جیسی شرانگیزی اور من گھڑت

تاویلات کا شکار نہیں ہوگا۔

قارئین کرام! ہم نے آٹھ احادیث کی روشنی میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجہ تخلیق کائنات ہونے کو آشکار کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان دلائل کی موجودگی اطمینانِ قلب کی آرزو رکھنے والے شخص کو ضرور مطمئن کر دے گی۔

مسئلہ ہٰذا علما و ائمہ کی نگاہ میں:

یمن کے رہنے والے ایک عربی عالم و محقق شیخ عبدالفتاح بن صالح قدیش یافعی نے ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ میں ''حدیث لولاک'' کے موضوع پر بزبان عربی ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا تھا۔ یہ عربی مقالہ بھی ہماری دست رس میں ہے اس میں انہوں نے **المبحث الاول** کے تحت چار احادیث سے استدلال کیا ہے اور **المبحث الثانی** میں اہل علم کے اقوال پیش کیے ہیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسی مقالے سے اہل علم کے اقوال آپ کے حضور پیش کر دیں لیکن جن محدثین، فقہا اور سیرت نگاروں نے ہماری پیش کردہ احادیث کو اپنی کتابوں میں درج فرمایا ہے اور جن کے حوالے گزشتہ اوراق میں ہم نے پیش کیے ہیں ان حضرات کے اقوال یہاں اس لیے نہیں شامل کر رہے ہیں کہ ان کا اس موضوع کی احادیث کو بلا نکیر درج کر لینا ہی اس امر سے اتفاق کی دلیل ہے۔ البتہ جن اہل علم مصنفین کی کتب سے ہم نے کوئی حوالہ نقل نہیں کیا ہے ان کے اقوال ذیل میں پیش کر دیتے لیکن تنگی صفحات کے پیش نظر صرف ناموں پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

(۱) کعب اخبار نے توریت سے اس موضوع کے اثبات کا قول نقل کیا ہے جیسا کہ امام واقدی کی ''**فتوح الشام**'': ص۲۳۵، ج۱ پر ہے۔

(۲) ابوالعباس ہارون بن عباس ہاشمی نے حدیث لولاک کا تذکرہ فرمایا ہے۔ (السنۃ للخلال: ص۲۳۷، ج۱)

(۳) امام ابوطالب مکی نے اپنی کتاب ''**قوت القلوب**'' ص۶۹۶، اور ص۹۷۵ پر حدیث لولاک پیش کی ہے۔

(۴) امام ابن دحیہ کلبی نے اپنی کتاب ''**تنبیه البصائر**'' کے مقدمے میں (ص۹۴) اس کو

ذکر کیا ہے۔

(۵) امام صالحی نے اپنی کتاب "سبل الھدیٰ والرشاد" ص۴۷، ج ا پر ایک باب ہی اس موضوع پر باندھا ہے۔

(۶) امام ثعلبی نے اپنی کتاب "الکشف والبیان" ص۶۱، ج ۷ پر حدیث عبداللہ ابن عباس کو بیان کیا ہے۔

(۷) امام فخر الدین رازی نے "تفسیر کبیر" ص۴۷۷، ج ا پر حدیث لولاک کا تذکرہ کیا ہے۔

(۸) امام نیسا پوری نے اپنی کتاب "غرائب القرآن ورغائب الفرقان" ص۴، ج: ا پر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

(۹) امام ابن شطا دمیاطی نے 'اعانة الطالبین ص۶، ج ا کے حاشیے میں یہ حدیث تحریر کی ہے۔

(۱۰) امام اجری نے "الشریعة" میں آیت قرآنی ورفعنا لک ذکرک کے تحت ص ۵۰، ج ۳ پر حدیثِ علی درج کی ہے۔

(۱۱) قاضی عیاض مالکی نے اپنی کتاب 'الشفا بتعریف حقوق المصطفی'' ص۱۷۴، ج ا پر حدیثِ آدم تحریر کی ہے۔

(۱۲) امام ابن رجب حنبلی نے "لطائف المعارف" ص۸۹، ج ا پر حدیث لولاک بیان کی ہے۔

(۱۳) امام شربینی نے " مغنی المحتاج" ص۵۱۲، ج ا پر حدیث آدم بیان کی ہے۔

(۱۴) امام جلال الدین سیوطی نے "الخصائص الکبریٰ" ص۲۸۸، ج ۲ پر حدیثِ لولاک بیان کی ہے۔

(۱۵) امام حلبی نے "السیرة" ص۳۵۷، ج ا میں حدیثِ علی بن ابی طالب درج کی ہے۔

(۱۶) امام ابن عجیبہ نے "البحر المدید" ص۱۵۴، ج ۴ پر حدیثِ لولاک ذکر کی ہے۔

(۱۷) امام احمد شہاب الدین خفاجی نے "نسیم الریاض" ص۱۰۵، ج ا پر حدیثِ لولاک بیان کی ہے۔

(۱۸) امام شاذلی نے اپنے اشعار میں حدیثِ لولاک کا مضمون باندھا ہے۔

(المواہب اللدنیہ: ص۸۳۔۸۴، ج ا)

(۱۹) مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں حدیثِ لولاک کا تذکرہ کیا ہے۔

(۲۰) قاضی ثناء عثمانی نے "تفسیر مظہری" ص۳۰۳، ج ۱۰ میں حدیثِ قدسی کو بیان کیا ہے۔

ان کے علاوہ امام اعظم ابوحنیفہ، مولانا عبدالرحمٰن جامی، شیخ سعدی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ شرف الدین یحییٰ منیری، امام احمد رضا بریلوی، مولانا عبدالسمیع رام پوری، مولانا عبدالحئی لکھنوی اور علامہ انوار اللہ قادری چشتی حیدر آبادی وغیرہم نے بھی ان احادیث کو اپنی تصنیفات، مکتوبات اور اشعار میں استعمال کیا ہے۔

علمائے دیوبند میں مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا زکریا سہارن پوری، مولوی محمد قاسم نانوتوی، حسین احمد مدنی، قاری محمد طیب وغیرہم نے اپنی نثری وشعری کتب میں حدیث لولاک کو بیان کیا ہے۔ غیر مقلدین وہابیہ میں نواب صدیق حسن بھوپالی، مولانا وحید الزماں وغیرہ نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

مولانا ظفر علی خان کا دو شعر ملاحظہ کرلیں:

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہیں تو ہو

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گل زاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(کلیات، حبسیات: ص۱۰۔۱۳)

مولوی قاسم نانوتوی کا شعر ہے:

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی
بجا ہے کہیے اگر تم کو مبدأ الآثار

(خصوصیات مصطفیٰ:ص۹۷،ج۱)

ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی نے اپنے نام کے آگے ''نعمانی'' کا لاحقہ لگایا ہے، لگتا ہے کہ وہ شبلی نعمانی سے کافی متاثر ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کی ضیافت طبع کے لیے شبلی نعمانی ہی کا یہ شعر حاضر خدمت ہے:

جو وجہ آفرینش افلاک و ارض ہے
جس کا کہ جبرئیل بھی ادنیٰ غلام ہے

(کلیات شبلی: مطبوعہ اعظم گڑھ،ص۳۲)

اور اگر وہ وہابیہ اور دیابنہ کے مشترکہ امام مولوی اسماعیل دہلوی کے عقیدت مند ہیں تو شاہ اسماعیل کا یہ شعر ان کی نذر ہے:

سو اول ہی پیدا ہوا ان کا نور
بہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

(کلام شاہ اسماعیل:ص۳۲)

ڈاکٹر خالد محمود نے لکھا ہے کہ مولانا اسماعیل شہید حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بھی مانتے تھے اور درج بالا شعر درج کیا ہے۔ (شاہ اسماعیل شہید: مطبوعہ لاہور،ص۱۵۰)

قول فیصل اور خلاصۂ مقالہ کے طور پر مجدد اعظم امام احمد رضا قادری کا یہ شعر پیش کر کے رخصت ہوتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

●●

(۱۵/مارچ ۲۰۱۴ء بروز سنیچر)

توفیق احسن برکاتی.........................ایک نظر میں

نام: محمد توفیق ابن محمد اسماعیل ابن غلام مصطفیٰ مرحوم،

قلمی نام: توفیق احسن برکاتی،

پیدائش: ۱۲/جولائی ۱۹۸۴ء بروز پنج شنبہ

جائے پیدائش: بھنگواں، لکھنی پٹی، اعلیٰ پور، اعظم گڑھ (موجودہ ضلع امبیڈکرنگر) اتر پردیش، انڈیا

ابتدائی تعلیم: مدرسہ حنفیہ انوار العلوم، (بھنگواں)....(۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۵ء)

متوسطات: جامعہ عربیہ اظہار العلوم، نیا بازار، جہانگیر گنج، امبیڈکرنگر....(۱۹۹۶ء تا ۲۰۰۰ء)

اعلیٰ تعلیم: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ....(۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۶ء)

تعلیمی لیاقت: منشی، مولوی، کامل، عالم، فاضل معقولات وفاضل طب، عربی وفارسی بورڈ لکھنؤ (۱۹۹۷ء تا ۲۰۰۶ء)

عالمیت وفضیلت درس نظامی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور (۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۴ء)

عربی ڈپلوما قومی کونسل آف فروغ اردو زبان، دہلی (۲۰۰۳ء تا ۲۰۰۴ء)

تحقیق فی الفقہ الحنفی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، (۲۰۰۵ء تا ۲۰۰۶ء)

ٹیچر ٹریننگ کورس، ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی، نئی دہلی (۲۰۰۸ء)

مشغلہ: درس وتدریس، مطالعہ ومذاکرہ، تصنیف وتالیف، امامت وخطابت، شاعری

قلمی خدمات: (۱) خانوادۂ رضویہ کی شعری وادبی خدمات (مطبوعہ: رضا اکیڈمی، ممبئی، ۲۰۰۷ء)

(۲) درود وسلام کی شرعی حیثیت وفضیلت (مطبوعہ: ممبئی، ۲۰۰۷ء)

(۳) سخن کی معراج، نعتیہ مجموعہ (مطبوعہ: ممبئی، ۲۰۰۸ء)

(۴) فکر رضا کے جلوے (مطبوعہ: رضا اسلامک فاؤنڈیشن، نئی ممبئی، ۲۰۰۹ء)

(۵) امام احمد رضا اور مدینہ منورہ (مطبوعہ: مکتبۂ طیبہ، ممبئی، ۲۰۰۹ء)

(۶) ماں کے آنچل پہ شبنم ٹپکتی رہی (مطبوعہ: نئی ممبئی، ۲۰۱۰ء/کراچی، ۲۰۱۴ء)

(۷) خطبات سیدالعلماء (مطبوعہ: بزم برکات آل مصطفیٰ ممبئی، ۲۰۱۳ء)

(۸) تہتر میں ایک کون؟ (ترتیب) (مطبوعہ: مکتبہ طیبہ، ممبئی)

(۹) جرائم کا سد باب اور اسلام (مطبوعہ: مکتبہ طیبہ، ممبئی، ۲۰۱۳ء)

(۱۰) وہ جونہ تھے تو کچھ نہ تھا (مطبوعہ: ممبئی، ۲۰۱۴ء)

ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر پچاس سے زائد مضامین ومقالات، کتابوں پر تبصرے، مقدمے، پیش لفظ وغیرہا

غیر مطبوعہ کتابیں: (۱) قلم میرا امانت ہے (دوسرا نعتیہ مجموعہ) (۲) امام اعظم ابوحنیفہ کے وصایا کا تجزیاتی مطالعہ (۳) ممبئی عظمیٰ کی سنی تاریخ۔

ذمے داریاں: (۱) جامعہ غوثیہ نجم العلوم، ۱۳۲/ کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳ میں درس نظامی کی تدریس

(۲) مسجد اہل سنت گلشن مدینہ، نیرول، نئی ممبئی ۷۰۶ میں امامت وخطابت

(۳) ماہ نامہ ''سنی دعوت اسلامی، ممبئی'' کی ادارت (جنوری ۲۰۱۱ء سے تا حال)

بیعت وارادت: شہزادۂ حضور احسن العلماء ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مارہروی سے شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے پہلے عرس کے موقع پر رفیق گرامی مولانا ظفر الدین برکاتی کے ہمراہ بیعت کا شرف حاصل کیا۔

نکاح: ۱۵/ مارچ ۲۰۰۹ء بروز اتوار رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ زوجہ ام حبیبہ اور بیٹی زاہدہ قدسی، گھر جنت ہیں۔

Contact:

TAUFIQ AHSAN BARKATI : Masjid Gulshane Madina 485

Shiwaji Nagar M.I.D.C. Road Nerul Navi Mumbai.400706

WWW.TAUFIQAHSAN.WORDPRESS.COM

E-Mail:taufiqahsan92@gmail.com

Mob:09819433765